

رسائل وسائل

سیاسی بنیادوں پر تقریری

سوال: ملن عزیز میں خاصہ عرصے سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ جب کوئی پارٹی برسر اقتدار آتی ہے تو مختلف سرکاری ملازمتوں میں اس مخصوص پارٹی کے لوگوں کی بھرتی شروع ہو جاتی ہے اور ملک کے عام شہری جو کہ صلاحیت اور قابلیت کی بنا پر ان ملازمتوں کے زیادہ اہل ہوتے ہیں محض سیاسی وابستگی نہ ہونے کی وجہ سے ان سرکاری ملازمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ کسی بھی پارٹی کے عہدے داروں کو اگر اس نافضی کی طرف متوجہ کیا جائے تو ان کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ پارٹی وکرزاں نے اتنی قربانیاں دی ہیں اگر انھیں نوکریاں نہیں ملیں گی تو پھر کے میں گی؟ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حکومت چلانے کے لیے ضروری ہے کہ پارٹی وکرزاں کو نوکریاں دی جائیں تاکہ وہ اپنی سرکاری حیثیتوں میں رہ کر پارٹی مفادات کا تحفظ کر سکیں۔ بعض پارٹیوں کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی پارٹی کے لوگ بہت ایمان دار اور دیانت دار ہوتے ہیں اہذا اگر سرکاری ملازمتوں میں ایسے افراد کو موقع دیا جائے تو سرکاری اداروں کی کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے؟ اس مقصد کے لیے وہ میراث اور موجہ اصول و ضوابط کو نظر انداز کرنے میں بھی کوئی برائی نہیں سمجھتے۔

براهما نی قرآن و سنت اور اسلامی اصولوں کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ سرکاری ملازمتوں پر برسر اقتدار پارٹی کے وکرزاں یا عہدے دار ان کا کتنا اور کیسا استحقاق ہوتا ہے؟ اور پارٹی وکرزاں کو سرکاری ملازمت دینے کے لیے مروجہ قواعد و ضوابط اور میراث کو نظر انداز کرنا کیا فصل ہے؟ جواب: قرآن کریم نے مناصب اور ذمہ دار یوں پر افراد کے تعین کے سلسلے میں بنیادی اصول سورۃ النساء میں یوں بیان فرمایا ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤْذِنَا الْأَمْمَتُ إِلَى أَهْلِهَا لَا إِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ إِنَّ تَحْكُمُوا بِالْغَدْلِ طَإِنَّ اللَّهَ بِعِنْدِهِ يَعْظُمُكُمْ بِهِ طَإِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا ۝ بَصِيرًا ۝ (۵۸:۲) ”مسلمانو اللہ تھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان

سورہ الانفال میں امانت کا حق ادا نہ کرنے کو خیانت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: يَأَيُّهَا الَّذِينَ أَمْنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْنِتُكُمْ وَأَنْتُمْ تَغْلِمُونَ ۝ (الانفال: ۸) ”جانے بوجستہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اپنی امانتوں میں غداری کے مرتكب نہ ہو۔“

مسلم کی جامع الصحیح میں کتاب الامارة میں حدیث کامفہوم یہ ہے کہ ایک امیر جو ایک منصب قبول کرتا ہے اور اخلاص کے ساتھ اپنی مقدور بھر کوشش نہیں کرتا وہ کبھی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ گوا منصب چاہے سیاسی و جوہرات کی بنابر ہو یا مسلکی اور نرم یعنی بنیاد پر جب تک اصل بنیاد الہیت اور صلاحیت کی نہ ہو شرعی نقطۂ نظر سے ظلم ہے۔

یہ ہمارا قومی المیہ ہے کہ پاکستان اور بہت سے مسلم ممالک میں اعلیٰ تین مناصب تک عموماً تقرری کی بنیاد کسی کی سفارش، رشتہ داری یا سیاسی تعلق ہوتا ہے۔ عدل اور صلاحیت کو کبھی معیار نہیں بنا یا جاتا حتیٰ کہ عوام بھی ایسے افراد کو ووٹ دینا زیادہ پسند کرتے ہیں جو برسر اقتدار آ کر بجائے عدل و انساف کے ان کو ذاتی فائدہ پہنچا سکیں۔ جب تک ہم بھیتیں ایک امت اس لکھر کو تبدیل نہیں کریں گے، امت مسلم اعلیٰ قیادت اور اصول پرستی سے محروم رہے گی۔ ذاتی، گروہی اور مسلکی مفادات کے نتیجے میں جو افراد بھی مناصب پر آئیں گے وہ امانتوں کو پاپاں کرنے میں اپنے سے پہلے والوں سے وقدم آگے ہی نکلتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے گھر کو اپنے ہاتھوں تباہ کرنے سے بچائے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

قرآن کریم اور عالمی موضوعات

س: قرآن کی بات ترجمہ تدریس کرتے ہوئے کئی مقامات ایسے آتے ہیں جہاں سن بلوغت کے معاملات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ ۹ سے ۱۶ سال کی عمر زندگی کے حیاتیاتی حقائق کے سلسلے میں تجسس کی ہوتی ہے۔ کیا ان آیات سے ذہنوں پر مقنی اثرات نہیں پڑیں گے؟

مغرب تو جس کے معاملے میں تمام حدیں توڑ گیا، تاہم قرآن کے حوالے سے خیال ہے کہ شاید ایک غیر محسوس انداز میں قرآن اپنے پڑھنے والے کو حقائق سے آگاہ کرتا ہے۔ گوا ایک طرح کی صفتی تعلیم کا فطری ساقطام قائم ہے۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ اسلامی نظام تعلیم کے حکمت کار نصایبات میں بالکل غیر محسوس انداز میں افزائش نسل کے معاملات کے احسن پہلوؤں کو شامل کر دیں؟ کیا علاعے کرام اسلام کے شرم و حیا کے معیار کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی اجازت دے دیں گے؟